حدیث حوض

پر وھابی دیوبندی اعتراضات کے جوابات

شارح حدیث.

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ رحمہ

حدیثِ حوض

شارح حدیث۔غزالی زماں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ

عن سهل بن سعد،قال :قال رسول الله ﷺ :انی فرطكم علی حوض ، من مرّ علیّ شرب، ومن شرب لم يظمأ ابدا، ليردن علی اقوام اعرفهم ويعرفونی، ثم يحال بينی وبينهم، فاقول:انهم منی ، فيقال :انك لا تدری ما أحدثوا بعدك؟ فأقول :سحقاً سحقاً لمن غير بعدی ، متفق عليه

(مشکوٰۃ المصابیح ، باب الحوض والشفاعۃ ،حدیث ۵۳۳۱، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۴۹۸)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش رو ہوں گا، جو میرے پاس سے گزرے وہ پیئے گا اور جس نے پیا اُسے کبھی پیاس نہیں لگے گی، میرے پاس سے کچھ لوگ گزریں گے جن کو میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں، پھر میرے اور اُن کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا، میں کہوں گا کہ یہ تو مجھ سے ہیں، کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئی باتیں کھڑی کی ہیں، پس میں کہوں گا: دُوری دُوری، جس نے میرے بعد تبدیلی کر دی (متفق علیہ)

اعتراض: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کے دن بھی بعض باتوں کا علم نہ ہوگا۔

جواب : یہ ایک عجیب شبہ ہے، جو دلیل مثبتِ علم ہو اس کو نفی میں پیش کیا جا رہا ہے، غور فرمائیے یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا، لیکن حضور ﷺ اس کو پہلے بیان فرما رہے ہیں، علم

نہ تھا تو بیان کیسے فرمادیا؟

رہی یہ بات کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف میں منکرین کی یہی حدیث بایں الفاظ میں موجود ہے ''فیقال اما شعرت ما عملوا بعدك''یعنی حضور ﷺ سے کہا جائے گا کہ آپ کو نہیں معلوم کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کام کیے؟۔

''ماشعرت'' جملہ منفیہ پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا ہے، نفی کا انکار اثبات ہوتا ہے، لہذا حدیث مبارک سے مرتدین کے اعمال کا علم حضور ﷺ کے لئے ثابت ہوا، چونکہ واقعہ ایک ہے، صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے، اس لئے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہو گیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے اور جس روایت میں وہ مذکور نہیں وہاں محذوف ماننا پڑے گا، مثلاً ''انك لا تدری'' والی حدیث میں ہمزہ مذکور نہیں تو یہاں محذوف مانیں گے اور اصل عبارت یوں ہوگی کہ'' أانك لا تدری'' کیا آپ نہیں جانتے ؟

ورنہ حدیثوں میں تعارض ہوگا کیونکہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہونا تو صحیح ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں محذوف ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقولہ''ھذا ربی ''(سورۃ الانعام) مفسرین نے'' أھذا ربی'' فرمایا ہے یعنی کیا یہ میرا رب ہے؟ لیکن اس کا زائد ہونا صحیح نہیں۔(تفسیر معالم التنزیل بغوی۔تفسیر خازن)

اگر''انك لا تدری''والی روایت میں ہمزہ استفہام محذوف نہ مانیں تو ''اما شعرت'' والی روایت میں ہمزہ کو زائد ماننا پڑے گا جو کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، خصوصاً جب کہ حضور ﷺ کے کمال علم کی نفی ہوتی ہو۔

پھر یہ کہ احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو اپنی اُمت کے تمام اچھے اور برے اعمال کا علم ہے، مشکوٰۃ شریف میں حدیث وارد ہے:

عرضت علی اعمال اُمتی حسنها وسیئها الخ (مشکوٰۃ) یعنی میری اُمت کے تمام اچھے اور برے اعمال مجھ پر پیش کئے گئے۔

اَب غور فرمائیے کہ مرتدین بھی حضور ﷺ کی اُمت میں داخل تھے، اُن کا مرتد ہونا عمل قبیح ہے (اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ)

جب اُمت کے تمام اعمال حسنہ اور اعمال قبیحہ حضور ﷺ کے سامنے پیش کئے گئے تو ان کا ارتداد جو عمل قبیح ہے وہ بھی ضرور پیش ہوا، پھر حضور ﷺ کو ان کے عملوں کا علم نہ ہونا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے، معلوم ہوا کہ حدیث مذکور کے یہی معنی صحیح ہیں کہ "اے حبیب ﷺ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے کیا عمل کئے؟" آپ کو معلوم تو ہے پھر بھی آپ غلبۂ رحمت کے حال میں ان کو اپنی طرف لے رہے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب کریم کو سخاوت کے لئے بٹھا دیا جائے تو اس وقت اس کے دریائے سخا میں ایسا جوش ہوتا ہے کہ دشمن کی دشمنی کی طرف اس کی توجہ نہیں رہتی اور وہ بے اختیار اپنے کرم کا دامن اس کی طرف پھیلا دیتا ہے، جب اسے توجہ دلائی جائے تو اِس وقت متوجہ ہوتا ہے۔

ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حوض کوثر پر رونق افروز ہوں گے، اپنے غلاموں کو چھلکتے ہوئے جام پلا رہے ہیں، مرتدین کی جماعت اِدھر سے گزرتی ہے، حضور کو ان کے عملوں کا پورا پورا علم ہے مگر اس وقت دریائے جودوسخا موجزن اور شانِ رحمت کا ظہور اتم ہے، اس لئے ان کی بداعمالیوں کی طرف خیال مبارک جاتا ہی نہیں اور اپنے لطفِ عمیم اور کرم جسیم کے غلبۂ حال میں بے اختیار فرما دیتے ہیں: اصیحابی ! اصیحابی، لیکن جب توجہ دلائی جاتی ہے کہ "اما شعرت ما احدثوا بعدك" پیارے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ پس فوراً توجہ مبارک ان کی بداعمالیوں کی طرف مبذول ہو جاتی ہے اور ارشاد فرماتے ہیں: "سحقاً سحقاً" انہیں دُور لے جاؤ! دُور لے جاؤ۔

طالب حق کے لئے اس حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے کے لئے یہ بیان کافی ہے۔

صحابی کی اصطلاح :۔ ہمارے نزدیک وہ شخص صحابی ہے جس نے بحالتِ ایمان نبی پاک ﷺ سے ملاقات کی اور اسی حالتِ ایمان پر فوت ہوا۔..... احادیثِ حوض میں بدعتِ کفریہ میں مبتلا ہو کر مرتد ہو جانے والے افراد مراد ہیں جو خود کو صحابی بھی کہتے تھے۔ (انہوں نے آپ کے بعد کیا احداث کیا؟) بخاری: ۴۶۲۵، ۶۵۲۶، ۶۵۸۶ میں ہے کہ اُن کے احداث سے مراد اُن کا مرتد ہونا تھا۔ ہماری اصطلاح میں وہ صحابی ہی نہیں ہیں کیونکہ ہم اسے صحابی مانتے ہیں جو (اُسی حالتِ ایمان پر فوت ہوا)۔ احادیثِ حوض والے نام نہاد صحابہ کے بارے میں قرآن میں ہے کہ: اے ایمان والو! تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ۔ تو اللہ اپنے محبوں اور محبوبوں کی قوم جو آپس میں نرم اور کافروں پر سخت ہو گی لائے گا جو اللہ کی راہ میں (ان مرتدوں سے) جہاد کریں گے۔ جو کلمہ گو مرتد ہوئے اور منکرینِ زکوٰۃ یا حامیانِ مسیلمہ کذاب بنے اُن سے حضرت ابو بکرؓ اور آپ کے ساتھیوں نے جہاد کیا۔ پیش کردہ حدیث میں جو مرتد ''صحابہ'' مذکور ہیں اُن پر ابو بکر صدیقؓ کی تلوار چلی ہے اور بخاری، کتاب الانبیاء، باب واذکر فی الکتاب مریم، رقم: ۳۴۴۷ میں حدیثِ حوض کے آخر میں ہے کہ اُن مرتدوں سے جہاد ابو بکرؓ نے کیا ہے۔ ہماری اصطلاح میں مرتد ہو جانے والا صحابی نہیں۔ اُن مرتدوں سے جہاد صحابہؓ نے کیا اور تابعین رحمہم اللہ نے کیا۔

رہ گیا سرکار ﷺ کا اُن مرتدوں کو صحابی کہنا تو وہ یا تو عدمِ توجہ سے اور غلبۂ رحمت سے ہوا، یا پھر زجر و توبیخ کے لئے اُن کے دعوے کے مطابق فرمایا جیسے اللہ کافروں کو فرمائے گا: ذُق انک انت العزیز الکریم۔ (چکھ ہاں ہاں، تُو ہی معزز اور عزت دار ہے)۔

(سورۃ الدخان ۴۴:۴۹)۔

(تقریر منیر، از علامہ کاظمی علیہ الرحمہ، مطبوعہ ملتان۔ دیگر تقاریر آڈیو کیسٹس)